Regd No. L. 5254

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

روزنامہ

لاہور

ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

شرح چندہ

سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ "
سہ ماہی ۷ "
ماہوار ۲½ "

قیمت فی پرچہ ۱۱
ایڈیٹر: روشن دین تنویر

۱۱ رمضان المبارک ۱۳۷۱ھ

جلد ۴۰ | ۵ احسان ۱۳۳۱ھ ش ۵ جون ۱۹۵۲ء | نمبر ۱۳۴

مصر میں وفد پارٹی کی طرف سے پارلیمنٹ کی بحالی اور مارشل لا کی فوری تنسیخ کا مطالبہ

پارٹی کے سیکرٹری جنرل نے مطالبات کی فہرست شاہی کابینہ کے سربراہ حافظ عفیفی پاشا کے حوالے کر دی

قاہرہ ۴ جون ۔ مصر میں وفد پارٹی نے شاہ فاروق کے نام ایک عرضداشت ارسال کی ہے جس میں ان سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ پارلیمنٹ کو بحال کر کے نمائندہ حکومت کا قیام عمل میں لائیں۔ نیز ملک میں مارشل لاء کا نفاذ ختم کیا جائے اور تمام سیاسی نظر بندوں کی رہائی عمل میں لائی جائے ۔

وفد پارٹی کے سیکرٹری جنرل سلیمان پاشا نے آج پارٹی کی طرف سے ان مطالبات پر مشتمل ایک عرضداشت شاہی کابینہ کے سربراہ حافظ عفیفی پاشا کے حوالے کر دی۔ وہ اسے غور و خوض کے بعد شاہ فاروق کی خدمت میں پیش کریں گے۔

برطانوی سفیر مقیم قاہرہ نے آج اسکندریہ میں مصر کے وزیر اعظم ہلالی پاشا سے ملاقات کی۔ اس سے پہلے وہ مصری دار الحکومت میں مصر کے وزیر خارجہ حسونہ پاشا اور امریکی سفیر سے ملاقات کر چکے ہیں۔ اور اب وہ عنقریب برطانیہ روانہ ہونے والے ہیں۔

جنوبی کوریا کی سیاسی صورت حال پر تشویش کا اظہار

لنڈن ۴ جون ۔ آج برطانیہ اور آسٹریلیا نے جنوبی کوریا کی سیاسی صورت حال پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ اس سے پہلے امریکہ تشویش کا اظہار کر چکا ہے۔ حکومت برطانیہ نے اس ضمن میں جنوبی کوریا کے صدر کے نام ایک مراسلہ بھیجا ہے۔ جس میں صدر سنگمن ری کے تمام اختیارات خود سنبھال لینے کے خلاف احتجاج کیا گیا ہے۔ آج پوسان میں برطانوی ناظم الامور نے اخبار نویسوں کو بتایا۔ کہ اس مراسلہ میں جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے وہ اسی نوعیت کے ہیں جن کا اظہار امریکہ نے کیا ہے۔ ادھر آج کنبرا میں آسٹریلیا کے وزیر خارجہ مسٹر کیسی نے پارلیمنٹ میں کہا کہ یو این نے جنوبی کوریا کے صدر مسٹر سنگمن ری کے نام ایک مراسلہ بھیجا ہے جس میں ان واقعات پر جو وہاں حال ہی میں پیش آئے ہیں تشویش ظاہر کی ہے اور انہیں مشورہ دیا ہے کہ وہاں جمہوری طریقے پر جلد حکومت قائم کر دی جائے۔

اس سے پہلے خیال تھا کہ صدر کے حکم کے تحت آج یا کل تک اسمبلی توڑ دی جائے گی۔ مخالف گروپ کا کہنا ہے کہ صدر سنگمن ری نے دستور میں ترمیم کرنے دو ایوانوں پر مشتمل پارلیمنٹ منتخب کرنے اور صدر کا انتخاب رائے عامہ کے ذریعہ عمل میں لانے سے انکار کر کے عوام کی خواہشات کو ٹھکرا دیا ہے۔

جنوبی کوریا کی اسمبلی بحال رہیگی

پوسان ۴ جون ۔ یہاں ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ صدر سنگمن ری اسمبلی نہیں توڑیں گے انہوں نے حکم دیا ہے کہ پارلیمنٹ کے کسی ممبر کو اس وقت تک گرفتار نہ کیا جائے جب تک کہ اس کا ان دو بڑے معاملوں سے تعلق ثابت نہ ہو جائے۔ جن کے متعلق تحقیقات کی جا رہی ہے

۴۹۳ کانگریسیوں کا اخراج

نئی دہلی ۴ جون ۔ یوپی کانگریس نے صوبائی کانگریس سے ۴۹۳ کانگریسیوں کو نکال دیا ہے۔ ان پر یہ الزام تھا کہ عام انتخابات میں انہوں نے کانگریسی امیدواروں کی بجائے ان کے مخالف امیدواروں کی حمایت کی تھی۔

مشرقی پاکستان میں دیا سلائی کی صنعت

ڈھاکہ ۴ جون ۔ مشرقی پاکستان میں دیا سلائی کے تین بڑے کارخانے قائم کرنے کے سلسلے میں جو مشینیں بیرونی ممالک سے منگوائی گئی تھیں وہ چاٹگام پہونچ گئی ہیں۔ یہ کارخانے نجی سرمایہ سے کھولے جا رہے ہیں۔

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲ جون (بذریعہ ڈاک) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت ضعف اور سر درد کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

لاہور ۴ جون ۔ مکرم نواب محمد عبد اللہ خان صاحب کی عام طبیعت تو خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ لیکن شام کو ہلکا سا بخار ہو جاتا ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا بدستور جاری رکھیں۔

بہاولپور میں مہاجرین کی آبادکاری کیلئے

۲ لاکھ ۸۵ ہزار روپے کی منظوری

بغداد الجدید ۔ ۴ جون بہاولپور میں آبادکاری کی مالی کارپوریشن نے مہاجرین کی آبادکاری کے لئے ۲ لاکھ ۸۵ ہزار روپے کی رقم منظور کی ہے۔ ۲ لاکھ روپے ان مہاجرین کی امداد پر خرچ کئے جائیں گے۔ جو گھریلو دستکاریاں چلا رہے ہیں۔ اور باقی ۸۵ ہزار روپے سے نادار مہاجر خواتین کے لئے سینے کی مشینیں خریدی جائیں گی۔ کارپوریشن اس سے قبل ۲۷ ہزار روپے کی سینے کی مشینیں تقسیم کر چکی ہے۔

تخفیف اسلحہ کے منصوبے پر ہم بحث نہیں کر سکتے

پہلے چین کی عوامی حکومت کو تسلیم کیا جائے

(روسی نمائندہ)

پیرس ۴ جون ۔ روس نے کہا ہے کہ ہم تخفیف اسلحہ سے متعلق مغربی طاقتوں کے پیش کردہ منصوبے کی اس وقت تک حمایت نہیں کر سکتے۔ جب تک کہ چین کی عوامی حکومت کو اقوام متحدہ میں شامل نہیں کیا جاتا۔ اس امر کا اعلان روسی نمائندے مسٹر جیکب ملک نے آج یہاں تخفیف اسلحہ کمیشن کے اجلاس میں کیا۔ منصوبے میں کہا گیا ہے کہ امریکہ اور روس میں ۱۵ - ۱۵ لاکھ اور فرانس اور برطانیہ میں ۸ - ۸ لاکھ سے زیادہ افواج نہیں ہونی چاہیئے۔ برطانوی نمائندے سر گلیڈون جیب نے کہا چین کی عوامی حکومت کو تسلیم کرنے کا مسئلہ مستقبل پر چھوڑ دیا جائے۔ کیونکہ اس کی قانونی حیثیت کے متعلق کافی اختلاف رائے موجود ہے۔

فولاد کے کارخانوں میں ہڑتال کا دوسرا دن

واشنگٹن ۴ جون ۔ معلوم ہوا ہے کہ فولاد کے کارخانوں کے مالک اور مزدوروں کی یونین کے عہدہ دار ہڑتال کا تصفیہ کرانے کے سلسلہ میں آج یا کل بات چیت کریں گے۔ ہڑتال کی وجہ سے امریکہ میں فولاد کی پیداوار صرف ۱۰ فیصدی رہ گئی ہے۔

— کراچی ۴ جون سڑکوں کی بین الاقوامی فیڈریشن نے پاکستان میں سڑکوں کی حالت بہتر بنانے کے متعلق ایک چار نکاتی پروگرام کی سفارش کی ہے۔ گزشتہ سال فیڈریشن کے دو نمائندوں نے پاکستان کا سروے کیا تھا۔

پیرس میں مزدوروں کی ہڑتال ناکام رہی

پیرس ۴ جون مزدوروں کی کمیونسٹ فیڈریشن نے ہڑتال کی جو تحریک کی تھی۔ وہ آج ناکام رہی۔ بہت کم مزدور اپنے کام پر سے غیر حاضر تھے حکومت نے سرکاری دفاتر اور نیم غیر سرکاری اداروں میں کام کرنے والوں کو متنبہ کر دیا تھا۔ کہ اگر کوئی شخص کام پر حاضر نہ ہوا تو اسے فوراً معطل کر دیا جائے گا۔

فرانسیسی مقبوضات میں آزادانہ رائے شماری نہیں ہو سکتی

پارلیمنٹ میں پنڈت نہرو کا اعلان

نئی دہلی ۴ جون ۔ ہندوستان کے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے آج پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے کہا ہندوستان کے فرانسیسی مقبوضات میں آزادانہ رائے شماری نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہاں برسر اقتدار طبقے نے سیاسی زندگی کو بہت مشکل بنا دیا ہے۔

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان پرنٹنگ ورکس میں طبع کرا کر ۱۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

ایڈیٹر ۔ روشن دین تنویر ۔ اے ۔ ایل ایل بی

امراء و پریذیڈنٹ صاحبان جماعت مقامی کی توجہ کیلئے ضروری اعلان

جن جماعتوں میں ابھی تک مجالس انصار اللہ قائم نہ ہوئی ہوں ۔ وہاں کے امراء و پریذیڈنٹ صاحبان کو چاہیے کہ بہت جلد زائد از چالیس سالہ عمر کے احباب کو جمع کر کے اپنے اپنے ہاں مجالس انصار اللہ قائم کریں اور ان ہی میں سے عہدہ دار انصار منتخب کر کے ان کے نام برائے منظوری مرکز میں بھجوا دیں

ورنہ ایسی جماعتیں جہاں پہ ابھی تک مجلس انصار اللہ قائم نہ ہوئی ہو گی وہاں کے عہدہ داران جماعت خصوصاً امراء و پریذیڈنٹ صاحبان قاعدہ ۵۱۸ الف قواعد و ضوابط صدر انجمن کے مطابق قابل اعتراض متصور ہونگے جن پر صدر انجمن کو توجہ دینی پڑیگی اگر امراء و پریذیڈنٹ صاحبان اس بارہ میں سستی سے کام نہ لیں گے۔ قواعد و ضوابط قیام مجالس انصار اللہ کے متعلق اگر کسی کے پاس نہ ہوں تو مرکزیہ دفتر انصار اللہ ربوہ سے لکھ کر فوراً منگوا لیں ۔

قائد انصار اللہ مرکزیہ

گورنمنٹ انجنیئرنگ سکول رسول

جیسا کہ اخبارات میں اعلان ہوا ہے سکول ہذا میں داخلہ کے لئے درخواستیں پرنسپل کے نام یکم اگست ۱۹۵۲ء تک پہنچ جانی چاہئیں۔ جملہ کوائف مختصراً درج ذیل ہیں :-

اوورسیر کلاس :- فسٹ ڈویژن میٹرک مع ڈرائنگ و سائنس۔

ڈرافٹسمین کلاس :- سیکنڈ ڈویژن میٹرک مع ڈرائنگ و سائنس۔

عمر :- یکم اکتوبر کو ۱۷ سے ۲۱ سال کے درمیان ہو۔ فیس سال اول یکمشت ۳۰۳/- روپیہ۔ کتب وغیرہ ۲۰۰/- روپیہ۔ ماہوار اخراجات ۴۰/- روپیہ۔ فیس سال دوم ۲۰۰/- روپیہ کورس دو سال ملازمت یقینی تنخواہ ۱۲۰/- روپے علاوہ الاؤنس۔

روڈ انسپکٹر کلاس :- مڈل پاس سے میٹرک فیل تک۔ مگر اکثر میٹرک پاس داخل ہوتے ہیں۔ مضمون کی کوئی شرط نہیں۔ کورس ایک سال فیس ۱۵۰/- روپیہ سالانہ یکمشت۔ کتب وغیرہ ۱۰۰/- روپیہ ماہوار اخراجات ۳۵/- روپیہ سے ۴۰/- روپیہ۔ عمر ۱۷ سے ۲۶ سال بوقت داخلہ ملازمت یقینی تنخواہ ۷۰/- روپیہ علاوہ الاؤنس۔

وظیفہ :- داخلہ بذریعہ انٹرویو ہوتا ہے۔ میٹرک کے نمبروں اور انٹرویو میں حاصل کردہ نمبروں کو ملا کر نتیجہ مرتب ہوتا ہے ۔ اوپر کے ۲۰ - ۲۲ طلباء کو سرکاری وظیفہ ۲۰/- روپیہ ماہوار ملتا ہے۔ بعض اضلاع سے مہاجرین و غیر مہاجرین ہر دو کو ڈسٹرکٹ بورڈ سے بھی ۱۵/- سے ۴۰/- روپیہ ماہوار وظیفہ ملتا ہے جو اپنی کوشش سے ملتا ہے۔ احمدی احباب کثرت سے شامل ہوں ۔ باقی تفصیلات پراسپکٹس میں ملاحظہ ہوں جو ۳/- میں سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ پرنٹنگ لاہور سے ملتا ہے ۔ (سردار بشیر احمد)

موصی صاحبان کیلئے ضروری اعلان

جن موصی صاحبان کے ذمہ حصہ آمد کا بقایا ہے ان کی توجہ اس طرف مبذول کرائی جاتی ہے کہ قاعدہ ۵۰۹ ب میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ جن احباب کے ذمہ وصیت کا چندہ چھ ماہ سے زیادہ ہو ان کی وصایا منسوخ کر دی جائیں۔ اس لئے بقایا دار احباب یا وصیت منسوخ ہونے سے پہلے پہلے کوئی معین قسط مقرر کریں یا معین عرصہ کیلئے اپنے حالات معذوری کو ظاہر کر کے مہلت حاصل کر لی جائے۔ ورنہ مجبوراً چھ ماہ سے زیادہ بقایا داروں کی وصایا منسوخ کر دی جائیں گی پھر ان کو افسوس نہ ہو۔ اگر وصیت منسوخ ہو گئی تو پھر آپ سے کسی قسم کا چندہ نہ لیا جائے گا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ اگر بقایا ادا نہیں کر سکتے تو خود لکھ کر وصیت منسوخ کرا لیں تاکہ آپ خلاف ورزی عہد کے ملزم نہ بنیں اور چندہ نہ لئے جانے کی ہمزد سے بھی بچ جائیں کیونکہ ایک ذکر کے اس کو پورا نہ کرنا یہ بہت بڑا گناہ ہے ۔ سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ

جامعہ نصرت میں داخلہ

جامعہ نصرت ربوہ میں فسٹ ایئر (آرٹس) کا داخلہ شروع ہو چکا ہے جو ۲۷ مئی سے ۷ جون تک جاری رہے گا۔ احباب جماعت کو چاہیئے کہ اپنی بچیوں کو جامعہ نصرت ربوہ میں داخل کرائیں تاکہ دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ اعلیٰ دینی تعلیم بھی حاصل کر سکیں۔ جامعہ نصرت میں دینیات کے علاوہ انگریزی۔ عربی۔ فارسی اسلامیات۔ تاریخ۔ فلسفہ۔ حساب اور اردو مضامین پڑھانے کا بھی انتظام ہے

جامعہ کے ساتھ ہوسٹل کا بھی انتظام ہے۔ داخل ہونے والی طالبات کو جلد از جلد پہنچنا چاہیئے ۔ تاکہ پڑھائی کا حرج نہ ہو۔ نیز اپنے ساتھ پرووینشل اور کیریکٹر سرٹیفکیٹ بھی لائیں

ڈائریکٹرس جامعہ نصرت ربوہ

۲۹ رمضان المبارک

رمضان کا مبارک مہینہ شروع ہو چکا ہے۔ جماعت کے دوست اس کی برکات اور فیوض سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش میں ہوں گے۔ ماہ رمضان کے آخر میں دوستوں کے لئے سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاء خاص کے حصول کا موقعہ ہر سال وکالت مال کی طرف سے اس رنگ میں پیدا کیا جاتا ہے کہ دفتر وکیل المال ۲۹ رمضان المبارک کو ان مخلصین کی فہرست حضور اقدس کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔ جو اس تاریخ تک اپنے وعدے سو فیصدی ادا فرما دیتے ہیں۔ امسال بھی انشاء اللہ یہ فہرست ۲۹ رمضان کو حضور کی خدمت میں دعاء خاص کے لئے پیش ہو گی امید ہے دوست اس موقعہ سے فائدہ اٹھانے کی پوری کوشش فرمائیں گے۔ وعدہ کی جلد ادائیگی اور بالخصوص اس موقعہ پر ادائیگی جہاں دوستوں کے لئے خاص ثواب کا موجب ہو گی۔ وہاں دوست حضرت اقدس کے اس ارشاد کی بھی تعمیل کرنے والے ہوں گے۔ کہ

"قربانی کا بہترین وقت جنوری سے لے کر جون۔ جولائی تک ہوتا ہے۔ خرچ کم ہوتا ہے۔ اور زمینداروں کی دونوں فصلوں کی آمد اس عرصہ میں آ جاتی ہے۔ اور پھر تازہ وعدہ کی وجہ سے دلوں میں جوش ہوتا ہے۔ جو اس وقت کو گزار دیتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو وعدہ خلافی کے خطرہ میں ڈال دیتا ہے"۔

۲۹ رمضان المبارک کی فہرست میں شمولیت کے لئے ضروری ہے کہ تمام رقوم تاریخ مذکورہ تک مرکزی خزانے میں داخل ہو جائیں

(خاکسار وکیل المال ثانی تحریک جدید ربوہ دار الہجرت)

ضروری اعلان

اب جبکہ میٹرک کا نتیجہ نکل چکا ہے اور ایف اے اور بی اے کے نتائج بھی شائع ہونے والے ہیں۔ کالجوں میں ایف اے اور ایف۔ ایس۔ سی کا داخلہ شروع ہے۔ والدین کی توجہ خصوصاً اور امراء جماعت کی صراحتاً اس طرف مبذول کرواتا ہوں۔ کہ والدین اپنے بچوں کے لئے وہ لائن اختیار کریں۔ جس سے بچوں کے رجحان طبعی کے ساتھ ان کی ذہنی اور علمی قابلیت ایسے راستوں پر ڈالی جائے کہ بچوں کی عمر اور والدین کی محنت اور روپیہ اور سلسلہ کی آئندہ پود بہتر سے بہتر طور پر طیار ہو کر جس مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا ہے۔ اسکو بوجوہ احسن درجہ اتمام تک پہنچا سکیں۔ تمام بڑے شہروں میں جہاں کالج ہوں وہاں والدین اور جماعت کے تعلیم یافتہ احباب کے مشورہ کے ساتھ اور کالجوں کے پروفیسروں کی رائے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بچوں کے لئے وہ کورس تجویز کریں اور اس لائن پر ڈالیں جو ان کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید ہو۔ محض بی اے کر لینا آجکل اتنا مفید نہیں۔ قریباً قریباً اسی خرچ اور باقاعدہ محنت سے سائنس کی طرف زیادہ توجہ دی جائے۔ تاکہ بچے اور نوجوان زیادہ سے زیادہ تعداد میں میڈیکل انجنیئرنگ ایگریکلچرل وغیرہ شاخوں میں جا سکیں۔ مختلف ہنر فنون کا دروازہ بھی کھلا ہے۔ ایسا ہی جو نوجوان مذکورہ الصدر شاخوں سے فائدہ نہ اٹھا سکیں ان کے لئے مختلف پیشے اور ہنر کے دروازے کھلے ہیں وہاں بھی سال دو سال تین سال کے کورس طے کرانے کے بعد انسان باعزت روزی کمانے کے قابل ہو جاتا ہے۔ نوجوانوں کو چاہیے کہ اگر وہ بی اے یا ایم اے کر چکے ہوں۔ تو وہ مقابلہ کے امتحانوں کے لئے طیاری کریں۔ جو قوم مقابلہ میں آ جاتی ہے اور ہمت نہیں ہارتی وہ آخر غالب آتی ہے "They only live who dare" اسی طرح پاس ہونے والے طلبہ میں سے بعض ایسے بھی ہوں گے۔ جو معمولی ڈویژن میں پاس ہونے یا ذہنی رجحان کی وجہ سے تعلیم کی طرف مائل نہ ہوں یا کسی اور وجہ سے تعلیم کو جاری رکھنا انکے لئے زیادہ موزوں نہیں۔ تو ایسے احباب کو چاہیئے کہ خواہ مخواہ حصول تعلیم میں وقت اور روپیہ ضائع کرنے کی بجائے ایسے پیشوں کو اختیار کریں۔ جن سے نہ صرف وہ باعزت طور پر روزی ہی حاصل کر سکیں گے بلکہ ان کا وجود قوم و ملک کے لئے بھی زیادہ نفع مند ثابت ہو سکتا ہے۔ پس ایسے احباب کے لئے حسب استعداد یہی مناسب ہے کہ وہ تعلیمی لائن کو چھوڑ کر پولیس کمرشل۔ انجنیئرنگ ریلوے وغیرہ سے متعلق پیشوں کو اختیار کریں۔ اور زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔ (ناظر تعلیم و تربیت ربوہ)

دعائے مغفرت

میری خالہ محترمہ فضل بی بی عمر ۷۰ سال اہلیہ چوہدری بشارت علیخاں آف کریام مورخہ ۲۰/۵/۵۲ء فوت ہو گئی ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون احباب کرام دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ مرحومہ کو جنت میں اعلیٰ مقام عنایت کرے اور تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین

روزنامہ ـــ الفضل ـــ لاہور
۵ جون ۱۹۵۲ء

پورا اسلام

یہاں بعض مسلمان یہ نعرہ لگا رہے ہیں کہ وہ "پورے اسلام" پر عمل چاہتے ہیں۔ جہانتک ہم نے سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ پورے اسلام سے ان کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کے اصولوں کو سیاست میں بھی اسی طرح نافذ کیا جائے جس طرح عام زندگی میں نافذ کیا جاتا ہے۔ یہ درست ہے کہ اسلام کے اصول زندگی کے ہر پہلو کے لئے ہیں۔ اسلام تمام زندگی پر حاوی ہے۔ زندگی کا کوئی شعبہ اسلام کے عمل دخل سے خالی نہیں ہے۔ اس کے متعلق دو رائیں نہیں ہوسکتیں۔ کوئی مسلمان اس سے منکر نہیں ہے اور نہ کوئی مسلمان یہ مانتا ہے کہ اسلام صرف گھریلو زندگی کے لئے ہے یا صرف انفرادی حیثیت ہی رکھتا ہے یا چند رسومات اور عبادات کا مجموعہ ہے۔ بے شک اسلام انفرادی اصلاح نفس پر بڑا زور دیتا ہے کیونکہ فرد ہی اجتماعی زندگی کی اساسی اینٹ ہوتا ہے۔ جب تک ہر اینٹ بذات خود مضبوط اور پائیدار نہ ہو اس وقت تک عمارت کی پختگی بھی یقینی نہیں ہوسکتی۔ لیکن ہر اینٹ کی مضبوطی اور پائیداری کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ عمارت کے لئے بھی کچھ اصول ہوں۔ محض اینٹوں کی انفرادی مضبوطی کافی نہیں ہوتی جہانتک پورے اسلام کا یہ مطلب ہے ہمیں اس سے انکار نہیں لیکن "پورے اسلام" کا یہی مطلب نہیں ہے۔ اسلام کی بنیاد وحی الٰہی پر ہے اور ہر مسلمان کا اعتقاد ہے کہ اسلام کے تمام بنیادی اصولوں کا انحصار اللہ تعالےٰ کی ہدایت پر ہے۔ اس لئے اسلام کا پہلا بنیادی اصول یہ ہے کہ اسلام کا خدا جس نے یہ ہدایات دی ہیں ایک زندہ خدا ہے۔ وہ قادر مطلق ہے۔ تمام کائنات اس نے ایک اصول پر بنائی ہے اور انسان کو اس نے عقل کے علاوہ اپنی خاص ہدایت سے بھی نوازا ہے جو وہ اپنے منتخب بندوں کے ذریعہ شروع ہی سے بھیجتا رہا ہے اور اس نے مکمل ہدایت قرآن کریم کی صورت میں حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی جو قرآن کریم کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلامی شریعت کی بنیاد اس اعتقاد پر ہے کہ اس شریعت کو بنانے والا کوئی انسان نہیں ہے بلکہ ایک ایسی ہستی ہے جو قادر مطلق ہے۔ گو وہ ہمارے درمیان اس طرح موجود نہیں ہے جس طرح انسانوں میں کوئی انسان موجود ہوتا ہے جس کو ہم آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔ انگلیوں سے چھو سکتے ہیں جس کو کلام کرتے ہوئے نہ صرف کانوں سے اس کی آواز سن سکتے ہیں بلکہ اس کی زبان اور ہونٹ ہلتے ہوئے دیکھ سکتے ہیں۔

اب سوچنے والی بات یہ ہے کہ ہمارا یہ اعتقاد کہ قرآن کریم اللہ تعالےٰ کا کلام ہے محض نظریاتی دلائل پر ہے یا اس کی کوئی ٹھوس بنیاد بھی ہے؟ دوسری بات جو سوچنے والی ہے وہ یہ ہے کہ کیا کسی ٹھوس بنیاد کے بغیر کوئی اعتقاد اتنا فعال ہوسکتا ہے کہ وہ بغیر چون وچرا کے ہمیں ایسی ہدایات پر عامل بنا دے جس کے واضع کو ہم نہ تو ان مادی آنکھوں سے اپنے سامنے دیکھ سکتے ہیں اور نہ اس کو اپنی مادی انگلیوں سے چھو کر محسوس کر سکتے ہیں۔

مثال کے طور پر اگر کوئی ہم سے کہے کہ فلاں قانون پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے بنایا ہے تو گو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی ہمارے سامنے موجود نہیں ہوتی لیکن یہ ثابت کرنا کہ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی ایک ٹھوس حقیقت ہے نہایت آسان ہے۔ ہر فرد شخص کو آپ اپنی آنکھوں سے دکھا سکتے ہیں یا وہ اپنی انگلیوں سے چھو کر معلوم کر سکتا ہے کہ دستور ساز اسمبلی اس طرح کی ہوتی ہے۔ اس میں فلاں فلاں آدمی شامل ہے وہ سب ہماری طرح کے انسان ہیں۔ ہم ان سے مُنہ درمُنہ پوچھ سکتے ہیں کہ آیا انہوں نے فلاں قانون بنایا ہے یا نہیں۔ اس طرح ہمارے اس اعتقاد کی بنا کہ یہ پاکستان کا قانون ہے جو اس کی دستور ساز اسمبلی نے بنایا ہے ایک واضح حقیقت پر ہے جس کی ہم اپنے مادی حواس سے تصدیق کر سکتے ہیں۔

اب فرض کیجئے ہم اپنے مادی حواس سے پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کی تصدیق نہیں کر سکتے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہمارا اس قانون پر جو کہا جاتا ہے کہ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے بنایا ہے بالکل بے بنیاد ہوگا اور خواہ کوئی ہم کو کتنے ہی دلائل دے ہم ہرگز ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں گے کہ یہ قانون پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے بنایا ہے۔ کیونکہ پاکستان کی اسمبلی کوئی غیر مرئی یا غیر محسوس چیز نہیں ہے کہ محض نظریاتی باتوں سے ہم اس کے قائل ہوجائیں اور اس کے مبینہ وضع کردہ قانون کو پاکستان کا قانون مان لیں۔ جب قانون ساز اسمبلی کا وجود ہی ہم پر ثابت نہ ہو تو ہم اس کے مبینہ وضع کردہ قانون پر کس طرح اعتقاد رکھ سکتے ہیں۔ زیادہ تو شاید دلائل سے ثابت ہوجائے کہ قانون بغیر قانون ساز اسمبلی کے بن نہیں سکتا اس لئے کوئی نہ کوئی قانون ساز اسمبلی ہونی چاہئے۔ مگر چونکہ یہ ایک مادی چیز ہے اس لئے مادی حواس جب تک اس کی تصدیق نہ کریں کوئی انسان اس کو نہیں مان سکتا اور اس کے مبینہ وضع کردہ قانون پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں ہوسکتا۔

اب جہانتک اللہ تعالےٰ کے وجود کا تعلق ہے ہم کائنات کے اس پرحکمت کارخانہ کو دیکھ کر اس نتیجہ پر تو پہنچ سکتے ہیں کہ اس کا بنانے والا ضرور کوئی ہونا چاہیئے۔ لیکن اتنا اعتقاد ہمیں کسی حد تک ایسی ہستی کے وجود کا قائل تو بنا سکتا ہے مگر یہ اعتقاد اتنی ٹھوس حقیقت نہیں رکھتا کہ ہم بلا چون وچرا یہ بھی مان لیں کہ وہ انسانوں کیلئے ایک لائحہ حیات بھی دیتا ہے۔ المختصر سوال یہ ہے کہ ہم یہ کیوں مانیں کہ قرآن کریم اللہ تعالےٰ کا کلام ہے اور اس میں جو ہدایات ہیں وہ اللہ تعالےٰ نے دی ہیں؟ اس کا جواب ایک مسلمان یہی دے گا کہ خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جن کے متعلق ثابت ہے کہ آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا تھا کہا ہے کہ یہ کتاب اللہ تعالےٰ نے آپ کو سکھائی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ پر وحی کی ہے چنانچہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک پہاڑی پر کھڑے ہو کر اپنی قوم قریش کو آواز دے کر بلایا تو آپ نے یہی بات کہی کہ اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے ایک عظیم لشکر ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو تم یقین کرو گے؟ سب نے بیک آواز کہا کہ یقین کیوں نہ کریں گے آپ صدوق ہیں۔ آپ امین ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی تقریباً یہی الفاظ فرمائے تھے کہ جس نے آپ کی زندگی کو دیکھا ہو کیا اسے آپ کی سچائی کے لئے کسی اور دلیل کی ضرورت ہوسکتی ہے؟

اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالےٰ کے وجود اور انسانوں کو اس کے ہدایت دینے کا ٹھوس ثبوت ایک نبی کا وجود ہوتا ہے جس کی زندگی سے ثابت ہوتا ہے کہ اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اس لئے جب وہ کہتا ہے کہ مجھ سے اللہ تعالےٰ کلام کرتا ہے اور اس نے یہ یہ ہدایات مجھے دی ہیں تاکہ میں تم کو سنا دوں۔ سعید روحیں فوراً اس پر ایمان لے آتی ہیں۔

لیکن یہ ثبوت صرف اس قدر نہیں ہوتا کہ واقعی اس پرحکمت کارخانہ کا کوئی بنانے والا ہونا چاہیئے بلکہ یہ ثبوت اس لئے ہوتا ہے کہ واقعی اس پرحکمت کارخانہ کا کوئی بنانے والا ضرور ہے اور جو ہدایت اس نے دی ہے وہ واقعی اس کی طرف سے ہے مگر یہ ثبوت بھی جہانتک نبی کے سوا باقی مومنین کا تعلق ہے اپنی تکمیل کے لئے ایک مزید ثبوت چاہتا ہے جس کا ذکر اللہ تعالےٰ نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

اجیب دعوۃ الداع

اللہ تعالےٰ کا نبی اللہ تعالےٰ کی ہدایت کے مطابق ان سعید روحوں میں جو اس کے گرد جمع ہوجاتی ہیں۔ ایک اعجازی قوت بھر دیتا ہے اور اللہ تعالےٰ کے ساتھ ان کے تعلق کا راستہ کھول دیتا ہے اور وہ قبولیت دعا کے نشانات خود اپنی ذات میں دیکھتے ہیں۔ اس طرح ان کا اعتقاد محکمیت کے بلند ترین درجہ پر پہنچ جاتا ہے اور وہ ایک فعال جماعت بن جاتی ہے۔ اگر آپ صحابہ کرامؓ کی زندگیوں کا مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے کلام پر ان کا ایمان کس بلند درجہ پر پہنچا ہوا تھا۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ ان کو اللہ تعالےٰ کے وجود کا درجہ حق الیقین حاصل تھا۔ چنانچہ ایک صحابی کے متعلق روایت ہے کہ کسی نے ان کو خبر دی کہ آپ کے گھر کو آگ لگ گئی ہے۔ مگر اس صحابیؓ نے کہا کہ یہ ہو نہیں سکتا میں ہر روز "ان ربی علیٰ صراط مستقیم" کا ورد کرتا ہوں اس لئے میرے مال کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ چنانچہ جب جاکر دیکھا گیا تو اردگرد کے تمام مکانات جل کر راکھ ہوگئے تھے۔ سوا اس صحابیؓ کے مکان کے کہ آگ کے شعلوں کے درمیان بھی جلنے سے بچ رہا تھا۔

کیا آج کی کسی اصلاحی جماعت کا امیر یا اس کا کوئی فرد اس صحابیؓ کی طرح دعویٰ کر سکتا ہے؟ اگر نہیں کر سکتا تو یقیناً ان کا ایمان کچا ہے۔ وہ شریعت اسلامی کی حقیقی بنیاد سے ناواقف ہیں اور ان کا شرعی قانون کا نعرہ کھوکھلا اور بے معنی ہے کیونکہ وہ پورے اسلام کو سمجھتے ہی نہیں۔ وہ بے شک شرعی قانون کے نعرہ پر ایک سیاسی پارٹی بناکر حکومتی اقتدار پر قبضہ کر سکتے ہیں۔ زانی اور زانیہ کو کوڑوں کی یا سنگساری کی سزا دے سکتے ہیں۔ چور کے ہاتھ کٹوا سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ لیکن اس کے بعد بھی وہ اسلامی شریعت کی حقیقت سے اتنے ہی دور ہیں جتنا کہ ایک غیر مسلم دور ہے۔ ان کا اسلام قطعاً پورا اسلام نہیں ہے۔ اس لئے جہانتک اللہ تعالےٰ اور اللہ تعالےٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا منشاء ہے وہ اسلامی شریعت سے نابلد ہیں۔ کیونکہ "شریعت اسلامی" پر ان کا ایمان وہ ایمان نہیں ہے جو ایک حقیقی مومن کا ہونا چاہیئے ان کا ایمان صرف نظریاتی ہے جس کی کوئی ٹھوس بنیاد نہیں ہے۔ ایسے لوگ جو "شریعت شریعت" کا نعرہ لگا رہے ہیں نعوذباللہ محض اللہ تعالےٰ کی پاک شریعت اور اس کے پاک رسول حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مضحکہ اڑاتے ہیں ـــ وہ صرف اسلام کے نام پر سیاسی پارٹیوں کے مقابلہ پر ایک سیاسی پارٹی بناکر حکومت کے اقتدار پر اپنا قبضہ کرنا چاہتے ہیں جن کا مقصد قطعاً تجدید و احیائے دین نہیں ہے۔

مکرم مولوی محمد صدیق صاحب

مبلغ سیرالیون کی تشویشناک حالت

مکرم وکیل التبشیر صاحب بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں کہ مکرم مولوی محمد صدیق صاحب مبلغ اسلام تشویشناک طور پر بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے دردمندانہ طور پر التزاماً دعا فرمائیں۔

حضرت اُم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یاد میں

(۲)

(از محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ اہلیہ نیک محمدؐ صاحب غزنوی حال ربوہ)

ایک دن میں نے عرض کی۔ " اماں جانؓ " آپ کے کونسے گناہ ہیں۔ آپ تو اس قدر پاک ہیں۔ اور سراسر نیکیوں کا مجسمہ ہیں۔ تو آپ اس طرح کیوں کہتی ہیں۔ یہ الفاظ تو ہم گنہگاروں کے لئے ہیں" اس پر آپ فرمانے لگیں۔ " انسان ایک کمزور ہستی ہے۔ میں بھی انسان ہوں۔ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بخشش مانگی ہے۔ تو میں آپؐ کے مقابلہ میں کیا چیز ہوں۔ کہ میں گناہوں کی بخشش نہ مانگوں ؟"۔

احادیث کا شوق

آپؓ احادیث بہت شوق سے سنتیں اور سناتیں۔ یہاں تک کہ جب آپ کی صحت بہت کمزور ہو چکی تھی۔ تو شام کو بعد نماز مغرب جب صاحبزادگان آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ تو آپؓ فرماتیں۔ "مجھے مسئلے سناؤ" زیادہ احادیث سنانے کا فخر مرزا رفیع احمدؐ صاحب، اور میر محمود احمدؐ صاحب کو حاصل ہے۔ صاحبزادہ مرزا حنیف احمدؐ صاحب، اور صاحبزادہ مرزا رفیق احمدؐ صاحب بھی آپ کو اکثر اوقات احادیث نبوی سناتے۔

تلاوت قرآن مجید

جب حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کی نظر کمزور ہو گئی۔ تو آپؓ نے مجھے فرمایا۔ " تم مجھے قرآن مجید سنایا کرو۔" اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے مجھے یہ شرف بخشا۔ کہ میں سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو قادیان۔ لاہور اور ربوہ میں بھی قرآن مجید سناتی رہی۔ اکثر اوقات جب آپ کی طبیعت ناساز یا بے چین ہوتی۔ تو سورہ لٰیسین سنانے سے کچھ ہچکچاتی۔ جس پر آپ نے فرمایا۔ کہ "یہ صرف ایک خاص وقت کے لئے نہیں۔ بلکہ یہ تو بے چینی تکلیف اور گھبراہٹ کو دور کرتی ہے" آپ نے مجھے نصیحت فرمائی۔ " تم ہمیشہ اس بات کا خاص خیال رکھنا۔" آپ ہر روز اس بیماری کے دوران میں بھی قرآن شریف سنتی تھیں۔ آپ کو قرآن شریف سے اس قدر انہماک اور عشق تھا۔ کہ جب آپ رضؓ پر نزع کا وقت طاری تھا۔ اور ہم سب سخت گھبرائے ہوئے تھے۔ تو حضرت اماں جان رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے نہایت زوردار آواز میں فرمایا۔ " مجھے قرآن شریف سناؤ۔" اسی وقت آپ کے بھتیجے میر محمود احمدؐ صاحب نے آپ کو قرآن مجید سنایا۔ اور پھر اس کے بعد آپؓ نے اپنے کمزور اور کانپتے ہوئے ہاتھوں کو اوپر دعا کے لئے اٹھایا۔ اور فرمایا " دعا کرو" اس وقت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے اسی وقت دعا شروع کی۔ اور ربوہ کے سب لوگوں کو مسجد میں اکٹھا کیا گیا۔ ابھی دعا شروع ہی ہوئی تھی۔ کہ آپ کی پاک روح اپنے مولائے حقیقی سے جا ملی۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) میں اب اپنے آپ کو حقیقی یتیم سمجھتی ہوں۔ اللہ تعالےٰ ہماری عاجزانہ دعاؤں کو قبول فرمائے۔ اور حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے درجات کو بلند سے بلند تر فرمائے۔

سلہ حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک بار آنکھیں دکھنے آئیں۔ بہت تکلیف تھی۔ مجھے یاد ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تین تین بار حضرت اماں جان رضؓ کو سورہ یاسین سناتے تھے۔ حضرت اماں جان رضؓ فرمایا کرتی تھیں۔ لوگوں نے اس سورہ مبارک کو یونہی صرف موت کے وقت کے لئے مخصوص کر دیا ہے (مبارکہ)

خوابوں کو ظاہر میں پورا کرنا

جب حضرت اماں جانؓ کو کوئی خواب سناتا۔ تو آپ اسے اسی رنگ میں پورا فرماتیں۔ کافی عرصہ ہوا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ والدہ مرحومہ سید منظور علی شاہ صاحب حضرت اماں جان رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی خدمت میں آئیں۔ ویسے بھی آپ اکثر حضرت اماں جانؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا کرتی تھیں ایک دن انہوں نے عرض کی۔ " اماں جانؓ میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ آپؓ نے سرخ رنگ کا جوڑا پہنا ہوا ہے۔ اور بہت سی عورتیں آپ کے ہمراہ ہیں۔ اور آپ کے ساتھ والی عورتیں بھی بہت ہنسی خوشی بہشتی مقبرے کی طرف جا رہی ہیں۔" خواب سنتے ہی حضرت اماں جان رضؓ نے اپنا ایک جوڑا سرخ رنگوا کر اسی وقت زیب تن کیا۔ اور اپنی پڑوسی مستورات اور گھر کی مستورات کو ساتھ لیا اور جو بھی کوئی عورت راستے میں ملتی۔ اسے بھی آپ اپنے ساتھ چلنے کا حکم فرماتیں۔ اور ہنسی خوشی روانہ ہوئیں۔ جب ہم سب بہشتی مقبرے کے پل پر پہنچے۔ تو حضرت اماں جان رضؓ نے فرمایا۔" زور سے ہنسو اور خوشی مناؤ۔ اور کچھ اشعار بھی پڑھو۔" اس کے بعد آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:۔ ؎

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

بہشتی مقبرہ پہنچ کر آپؓ نے اور ہم سب نے دعا کی اور پھر اس کے بعد حضرت اماں جان رضؓ نے وہ جوڑا تبدیل فرمایا۔ اور کسی غریب کو بطور صدقہ دے دیا۔ اسی طرح آپ اپنی خوابوں یا آپ کے متعلق کسی اور کی خوابوں کو ظاہر میں پورا فرماتیں۔

(نوٹ از حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ خصوصاً منذر خوابوں کو ظاہر رنگ میں پورا کر دینے کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طریق تھا اور حضرت اماں جان رضؓ اس پر ضرور عمل فرماتی تھیں۔ کیونکہ یہ خواب ایک طرح منذر تھا اس کو اسی طرح پورا فرما دیا۔ (مبارکہ)

حضرت اماں جان رضی اللہ تعالےٰ عنہا ہر ایک کی خواہش کو معلوم کرنے کی کوشاں رہتیں۔ اور دریافت ہو جانے پر اسے پورا فرماتیں۔

ہر ایک کا یہی خیال ہے۔ کہ حضرت اماں جان مجھ سے زیادہ محبت کرتی ہیں۔ اور میرا زیادہ خیال فرماتی ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ آپؓ کے ہر ایک سے علیحدہ تعلقات تھے۔ جب آپ سیر کے لئے جاتیں۔ تو لوگوں کے گھروں میں بھی تشریف لے جاتیں۔ اگر کوئی غریب سے غریب عورت بھی کوئی نذرانہ پیش کرتی۔ تو آپ اسے بخوشی قبول فرماتیں۔ اور بہت مسرت سے اس کا شکریہ ادا فرماتیں۔ تاکہ اسکی دلجوئی ہو۔

جب کوئی حضرت اماں جان رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی خدمت میں بیماری کی شفا یا کامیابی کے لئے دعا کے لئے عرض کرتا۔ تو آپ رضؓ نہایت دردِ دل سے دعا فرماتیں۔ اور فرماتیں۔ اللہ تعالےٰ شفا دے۔ اگر کامیابی کے لئے عرض کرتا۔ تو آپ فرماتیں۔ اللہ تعالےٰ کامیاب کرے۔ اور حضرت اماں جان رضؓ کی دعاؤں کی برکت سے ایسا ہو بھی جاتا۔ سب سے بڑی تکلیف اور رنج تو ہمیں اسی بات کا ہے۔ کہ ہم اس مقدس ہستی کی دعاؤں سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئے ہیں۔

نمازیں

آپؓ اپنی پنجگانہ نمازیں نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ اولین وقت پر ادا فرماتیں۔ اور نوافل قادیان میں بیت الدعا میں ادا فرماتیں۔ یہاں تک کہ جب آپکی کمزوری انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ جب اذان ہوتی۔ تو میں یا کوئی اور عرض کرتا۔ " اماں جان اذان ہو گئی۔" تو آپ اسی وقت نماز میں مصروف ہو جاتیں ہر وقت باوضو رہتیں۔ حتیٰ کہ جب آپ بہت کمزور ہو چکی تھیں۔ تو آپؓ بار بار تکیہ پر یا پلنگ کی پٹی پر ہاتھ مار کر تیمم کے طور پر اپنے چہرہ مبارک پر پھیرتیں۔

اللہ تعالےٰ کی وحدانیت اور عظمت کا خیال

حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا بیحد خیال تھا۔ گذشتہ سال ایک دن میں نے اماں جان رضؓ کے کپڑے دھو کر سوکھنے کے لئے پھیلائے۔ میری چھوٹی بچی نسیم جس کی عمر گذشتہ سال تین برس تھی۔ وہ مجھ سے پوچھنے لگی۔ " امی یہ قمیص کس کی ہے" میں نے کہا۔" یہ قمیص تو اماں جان رضؓ کی ہے۔" تو جلدی سے بولی۔ " امی مجھے تو یوں لگتا ہے۔ جس طرح یہ قمیص اللہ میاں کی ہے۔" پھر کہنے لگی۔ " اچھا پھر اماں جان رضؓ کا نام کیا ہے۔" میں نے ابھی جواب نہیں دیا تھا۔ کہ جھٹ بول اٹھی، " ہم تو اماں جان رضؓ کا نام اللہ میاں رکھ لیتے ہیں"۔ اس وقت تو میں بچی کی اس بات پر خاموش ہو گئی۔ حسب معمول میں اماں جان رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ تو میں نے عزیزہ نسیم کی یہ بات حضرت اماں جان کی خدمت میں عرض کی۔ اس پر آپ فرمانے لگیں۔ " نسیم کہاں ہے۔" اسے میرے پاس بلاؤ۔ میں اسے سمجھا دوں۔" میں نے اسی وقت نسیم کو بلوایا۔ تو نسیم بہت خوشی خوشی دوڑی ہوئی حضرت اماں جان رضؓ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے نسیم کو پیار کیا۔ اور فرمانے لگیں۔ "خدا تو بہت بڑی ہستی ہے۔ تم میرا نام پوچھنا چاہتی ہو۔ تو میرا نام ہے نصرت جہاں بیگم" اور پھر فرمانے لگیں۔" اس کے معنے ہیں جہاں کی مدد کرنے والی۔" جس طرح ایک استاد بچے کو سبق سکھاتا ہے۔ اسی طرح سے آپ نے بچی کو اپنا نام اور اس کے معنے سکھائے۔ اور پھر فرمانے لگیں۔ " دیکھو میرا نام بھولنا نہیں۔" پھر آپؓ روزانہ نسیم سے اپنا سکھایا ہوا سبق سنتیں۔ اور بہت خوش ہوتیں۔ فرماتیں۔ " دیکھو نسیم نے کیسا اچھی طرح سے میرا نام یاد کیا ہے۔"

آپ اسم با مسمّٰی تھیں۔ آپ کا نام نصرت جہاں بیگم (جہان کی مدد کرنے والی) آپ نے روحانی طور پر بھی جہان کی مدد کی۔ اور عملی طور پر بھی جہان کی مدد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کا مجھ ناچیز پر خاص فضل و احسان ہے۔ کہ اس نے مجھے حضرت اماں جان رضؓ کی خدمت کرنے کا موقع عطا فرمایا۔ یہاں تک کہ جب آپؓ آخری سانس لے رہی تھیں۔ اور ہم سب آپ کے ارد گرد مغموم متفکر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں اس وقت آپ کے پیروں کی طرف اپنی لڑکھڑاتی ہوئی ٹانگوں سے کھڑی آپ کے مبارک چہرے کو حسرت اور بے قرار دل اور پرنم آنکھوں سے تک رہی تھی۔ کہ اب یہ مبارک مادر مشفق اپنے مولائے حقیقی کے پاس جنت نعیم میں تشریف لے جا رہی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالےٰ کے احسانوں میں سے یہ بھی ایک احسان ہے۔ کہ میں نے حضرت اماں جان رضؓ کے مبارک وجود کو آخری دفعہ اپنے ہاتھوں سے غسل دیا۔ اور اپنے ہاتھوں سے کافور اور عطر چھڑکا۔ آپ کو غسل دینے والیاں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس خدمت کا آخری شرف عطا فرمایا۔ مندرجہ ذیل تھیں۔

بیگم صاحبہ حضرت ڈاکٹر میر محمدؐ اسماعیل صاحب رضؓ

(باقی دیکھو صـــ پر)

پاکستان کی خارجہ پالیسی کا بنیادی مقصد انسانیت مسلم اقوام اور اسلام کی خدمت ہے

اسلامی ملکوں کا مشاورتی نظام قائم ہو کر رہیگا

کراچی کی پریس کانفرنس میں چوہدری محمد ظفر اللہ خان کا بیان

نوٹ:۔ اس بیان کا خلاصہ پہلے شائع ہو چکا ہے۔ اب مفصل بیان شائع کیا جاتا ہے

کراچی ۲ر جون۔ وزیر خارجہ پاکستان چوہدری ظفر اللہ خان نے آج اپنی کانفرنس میں اعلان کیا ہے کہ پاکستان کی خارجہ پالیسی کا بنیادی مقصد بدستور انسانیت، مسلم اقوام اور اسلام کی خدمت ہے۔ آپ نے دنیا کے موجودہ پریشان کن حالات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ دنیا کی نجات باہمی تعاون، ہمدردی اور امداد کے جذبات کو عملی جامہ پہنانے سے ہی ممکن ہے۔ کراچی میں ہونے والی مسلم وزرائے اعظم کی کانفرنس کے بارے میں چوہدری صاحب نے بتایا کہ جن ممالک کو اس کانفرنس میں شریک ہونے کی دعوت دی گئی ہے۔ ان میں بیشتر کانفرنس میں شرکت کے لئے تیار ہیں۔ البتہ ایک دو ملک پس و پیش کر رہے ہیں۔

وزیر خارجہ نے وزرائے اعظم کی مجوزہ کانفرنس کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے یہ اعلان کیا۔ کہ پاکستان عالم اسلام کی قیادت سنبھالنے کا ہرگز خواہاں نہیں۔ آپ نے ایران اور مصر کے تنازعات کے بارے میں پاکستان کے اختیار کردہ موقف کی پھر وضاحت کی اور عرب لیگ کو خراج تحسین کیا

لندن کے ہفتہ وار اخبار "اکانومسٹ" نے ایک مضمون شائع کر کے پاکستان کی خارجہ اور اقتصادی پالیسی پر اعتراضات کئے تھے۔ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں نے یہ پریس کانفرنس انہی اعتراضات کا جواب دینے کے لئے بلائی تھی۔ آپ نے کہا کہ اس مضمون کی وجہ سے پاکستان میں اچھا خاصا اضطراب پھیل گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس مضمون کے بارے میں خاموشی اختیار کرنے سے بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس مضمون میں جن امور کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان کے بارے میں پاکستان کی پالیسی ہمیشہ سے یکساں رہی ہے۔ اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوئی۔

اخبار مذکور کے نامہ نگار نے لکھا ہے۔ کہ پاکستان نے آزاد ہونے کے بعد مشکل حالات میں بہتر حالات و کوائف پیدا کرنے کی ایسی کوشش شروع کر دی۔ کہ حکومت کو "نظریاتی تجربات" کا وقت ہی نہ ملا۔ میرا خیال ہے کہ نامہ نگار نے "نظریاتی کا یہ لفظ" آئیڈیالوجی کی جگہ استعمال کر کے مشرق وسطیٰ سے متعلق پاکستان کی حمایت کا اشارہ کیا ہے۔ جہاں تک اسلامی ملکوں کی حمایت کی پالیسی کا تعلق ہے۔ پاکستان ہمیشہ یکساں پالیسی پر عمل کرتا رہا ہے۔ اخبار نویس بہتر جانتے ہیں کہ جب ۱۹۴۷ء میں پاکستان کی راہ میں لاتعداد رکاوٹیں موجود تھیں۔ اس وقت بھی اس نے فلسطین کے عربوں کی پوری حمایت کی تھی۔ اسی طرح بعد میں جب بھی مشرق وسطیٰ کا کوئی معاملہ پیش ہوا پاکستان نے اس کی ویسی ہی حمایت کی۔ جیسی کہ وہ فلسطینی عربوں کے مفاد کی کر چکا ہے

"اکانومسٹ" کے نامہ نگار نے لکھا ہے کہ بعد میں پاکستان کی حکومت کو جب اپنے آپ پر زیادہ اعتماد ہو گیا تو اسے محسوس ہونے لگا۔ کہ اسے سب سے بڑی اسلامی حکومت کی حیثیت سے مشرق قریب کی سیاسیات میں سب سے بڑا پارٹ ادا کرنا چاہیئے۔ لیکن نامہ نگار اس حقیقت کو بالکل فراموش کر گیا ہے۔ کہ جب سے پاکستان اقوام متحدہ کا رکن بنا ہے۔ وہ ان ملکوں کے بارے میں ہمیشہ یکساں پالیسی پر عمل کرتا رہا ہے۔

تونس۔ ایران اور مصر

نامہ نگار نے لکھا ہے۔ کہ اقوام متحدہ میں متعین پاکستانی وفد نے حفاظتی کونسل میں تونس کے قوم پرستوں کے مفادات کے تحفظ کے لئے جس سرگرمی سے کام کیا ہے۔ پاکستان نے ایران اور مصر (جن کا جھگڑا برطانیہ سے ہے) کی اس سرگرمی سے حمایت نہیں کی۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پاکستان مشرق قریب کے سب سے بڑے معاملے کو جو فی الحقیقت اس علاقے کے وقار کا معاملہ ہے۔ نظر انداز کر رہا ہے

چوہدری صاحب نے کہا کہ نامہ نگار کے اس فقرے کے الفاظ ایک دوسرے کی تردید کر رہے ہیں۔ تونس، ایران اور مصر کے معاملات حال ہی میں پیدا ہوئے ہیں۔ حالانکہ نامہ نگار نے اس سے پیشتر ان مسائل کے بارے میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب سے پاکستان کو اپنے امور پر کم و بیش اعتماد ہوا ہے۔ مشرق قریب کے معاملات میں اس کی پالیسی تبدیل ہو چکی ہے

نامہ نگار نے تونس کا ذکر کر کے مراکش کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔ اور ہر شخص جانتا ہے کہ مراکش کے معاملے نے چھ ماہ پہلے دنیا کی توجہ اپنی طرف منعطف کرائی تھی۔ اور یہ وہ وقت تھا جب ایران اور مصر کے حالات انتہائی عروج پر تھے۔ نامہ نگار غالباً بھول گیا ہے۔ کہ جنرل اسمبلی کے اجلاس پیرس میں متعدد ملکوں کی طرف سے اس امر پر زور دیا گیا تھا۔ کہ مراکش کا سوال ایجنڈے میں شامل کیا جائے۔ اور پاکستان ان ملکوں میں شامل تھا۔ جنہوں نے اس تحریک کی پرزور حمایت کی تھی۔

نامہ نگار کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس نے پاکستان کی پالیسی میں تبدیلی ہونے کا اندازہ بالکل غلط لگایا ہے۔ یہاں معاملہ پالیسی کی تبدیلی کا نہیں بلکہ مواقع کا ہے۔ پاکستان اقوام متحدہ کا رکن ہے جب مراکش کا معاملہ جنرل اسمبلی میں پیش ہوا تو پاکستان نے اس کی حمایت کی اور جب تونس کا معاملہ حفاظتی کونسل کے سامنے پیش ہوا۔ تو پاکستان نے اس کی بھی پوری حمایت کی۔ لیکن ایران اور مصر کے مسائل ایسے ہیں کہ آجکل تک انہیں اقوام متحدہ کے سامنے پیش نہیں کیا گیا۔ لہذا یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ پاکستان اقوام متحدہ میں ان کی حمایت کرے۔

ایران اور مصر کے متعلق پاکستان کے نظریات

جہاں تک ایران اور مصر کے معاملات کا تعلق ہے۔ پاکستان اپنے نظریات کی وضاحت کر چکا ہے۔ اور بتا چکا ہے۔ کہ ان دونو ملکوں سے پاکستان کے تعلقات کیسے ہیں۔ اور پاکستان کو ان کے مفادات سے کس قدر ہمدردی ہے۔ پاکستان اب بھی اعلان کرتا ہے۔ کہ پاکستان کو ان دونوں ملکوں کے مفادات سے پوری ہمدردی ہے۔ اور پاکستان سے جو بھی بن پڑا۔ وہ اس سے دریغ نہیں کرے گا۔

کانفرنسیں

نامہ نگار نے شیخ جامعہ ازہر کے ایک بیان کا اشارتاً ذکر کر کے لکھا ہے۔ کہ پاکستان میں بہت سی کانفرنسیں منعقد ہوئی ہیں۔ غالباً نامہ نگار کا مفہوم بین الاقوامی اسلامی اقتصادی کانفرنس اور موتمر عالم اسلامی ہے۔

جہاں تک بین الاقوامی اسلامی اقتصادی کانفرنس کا تعلق ہے۔ اس میں حکومتوں کے نمائندے شامل تھے۔ دوسری کانفرنس غیر سرکاری ہے۔ اول الذکر کانفرنس کا پہلا اجلاس بلاشبہ کراچی میں منعقد ہوا تھا۔ لیکن اس کا دوسرا اجلاس تہران میں ہوا۔ اور تیسرا دمشق میں ہوگا۔ لہذا اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ نامہ نگار کو شیخ جامعہ ازہر کے مافی الضمیر کا پورا علم ہے تو بھی اس نے بین الاقوامی اسلامی اقتصادی کانفرنس کا غلط ذکر کیا ہے۔ کیونکہ اس کا صرف ایک اجلاس کراچی میں منعقد ہوا ہے

ایران اور مصر کی حمایت کا سوال

اگر میں نامہ نگار کی غلط بیانیوں کا جواب نہ دوں۔ تو میرا خیال ہے کہ اس سے پاکستان کی پالیسی کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا ہو جائینگی ہر شخص جانتا ہے کہ ایران اور مصر کے تنازعات برطانیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہم نے ایران اور مصر کی حمایت اسلئے نہیں کی۔ کہ وہ اسلامی ممالک ہیں ایران پاکستان کا سب سے قریبی ہمسایہ ہے مصر ان ملکوں میں بہت بڑی حیثیت رکھتا ہے۔ جو مشرق قریب سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور جن کا سلسلہ پاکستان کے ہمسایہ ملکوں تک پہنچ جاتا ہے۔

ایران اور مصر اسلامی ممالک ہیں۔ اس کے علاوہ وہ ایشیائی بھی ہیں۔ لیکن پاکستان ان کی حمایت صرف اسلئے نہیں کر رہا۔ کہ وہ ہمسایہ ہیں یا اسلامی ممالک ہیں۔ یا ان کا تعلق مشرق سے ہے۔

★ چودھری صاحب نے کہا کہ مجھ پر کئی دفعہ یہ اعتراض ہوا ہے کہ میں بین الاقوامی امور میں بھی قرآن حکیم اور حدیث کا ذکر کر دیتا ہوں۔

تصحیح

کل کے الفضل میں محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ کا حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالےٰ کے متعلق جو مضمون شائع ہوا ہے۔ اس میں آپ کے صدقہ و خیرات کے ذکر میں (صفحہ ۴ کالم ۲ پر) حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے جو نوٹ تحریر فرمایا ہے اس میں بعض غلطیاں رہ گئی ہیں اسلئے وہ نوٹ دوبارہ شائع کیا جاتا ہے۔ احباب تصحیح فرمالیں

"رمضان المبارک کے علاوہ ماہ محرم میں بھی صدقہ و خیرات بہت فرمائیں اور گھر میں بھی نوکروں وغیرہ سب کو اچھا کھلائیں کہ سال شروع ہے اور فرماتی تھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ جو شروع سال میں خیرات کرے گا اور اپنے اہل و عیال پر فراخی رکھے گا۔ اس کو سال بھر فراخی رہے گی"

لیکن مجھے ان اعتراضات کی پرواہ نہیں۔ اگر اس سلسلہ میں مجھ پر پھبتیاں بھی کسی جائیں۔ تو بھی میں قرآن حکیم کا ذکر ضرور کروں گا

اس موقع پر چوہدری صاحب نے ایک آیت پڑھی اور کہا کہ ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے۔ کہ نیک کاموں میں اپنے بھائیوں کی مدد کرو۔ لیکن اگر وہ غلط کام کریں۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقینات کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ تو ان کی حمایت نہ کریں ــــ اس کے بعد آپ نے ایک حدیث پڑھی جس کا مفہوم یہ تھا کہ تمہارا بھائی خواہ ظلم کر رہا ہو خواہ مظلوم ہو۔ اس کی امداد کی جاوے۔ لیکن جب صحابہ کرام نے حضور سے استفسار کیا۔ کہ ظالم کی امداد کے لئے بھی جائیں تو فرمایا۔ کہ اس لئے جاؤ کہ اسے ظلم سے روک سکو۔ یہی اس کی امداد ہے۔

سرد مہری

نامہ نگار نے پاکستان پر یہ الزام عائد کیا ہے کہ ایران اور مصر سے اس کی حمایت پوری دل سے ہے یا اس کا برتاؤ نقطہ سرد مہری کا ہے۔ لیکن نامہ نگار کا یہ بیان بالکل بے بنیاد ہے۔ پاکستان بارہا کہہ چکا ہے۔ کہ ایران کو یہ حق حاصل ہے۔ کہ وہ تیل کی صنعت کو قومی بنا لے اور کسی ملک یا حکومت کو اس کے اقدام پر اعتراض کرنے کا حق حاصل نہیں۔ خاص کر برطانیہ کو تو ایران کے اس اقدام پر کسی بھی اعتراض کرنے کا حق حاصل نہیں۔ کیونکہ وہ اپنی کئی صنعتوں کو قومی بنا چکا ہے۔ ایران کے تیل کا معاملہ ایسا ہے۔ کہ اس کی وجہ سے حکومت ایران اور اینگلو ایرانین آئل کمپنی میں کچھ تنازعہ یقیناً پیدا ہو سکتا ہے۔ پاکستان کا خیال ہے کہ اس معاملہ کو خوش اسلوبی سے نپٹایا جا سکتا ہے۔ پاکستان کی یہ پالیسی بالکل بے لاگ ہے۔ اور اس میں جذبات کے تاثر کا کوئی واسطہ نہیں۔

امریکہ کے ایک جج کا حوالہ

چوہدری صاحب نے اس موقعہ پر امریکہ کے سپریم کورٹ کے جج مسٹر ولیم ڈگلس کے بیان کا بھی حوالہ دیا۔ جن کے بارے میں ایک دفعہ یہ مشہور ہوا تھا۔ کہ وہ صدارت جمہوریہ امریکہ کے ہونے والے انتخابات کے امیدوار ہیں۔ چوہدری صاحب نے کہا۔ کہ مسٹر ڈگلس نے ایران کے بارے میں بے لاگ رائے دی ہے۔ وہ لکھ چکے ہیں کہ "امریکہ کی ایک بہت بڑی غلطی یہ ہے۔ کہ مشرق قریب کے بارے میں ایسی پالیسی اختیار کر چکا ہے۔ جو برطانیہ کی غلامانہ پالیسی کے مترادف ہے۔ برطانیہ مدتوں تک ایران سے وہی سلوک کرتا چلا آ رہا ہے۔ جو مشرق وسطی کے برطانوی مقبوضات یا نوآبادیات سے کر رہا ہے۔ اس کی ایک مثال ایران کے تیل کا معاملہ ہے۔ برطانیہ نے بدعنوانیوں سے تیل کی مراعات حاصل کیں۔ اس نے تیل کی مراعات کے حصول کے لئے ایرانی افسروں کو لاکھوں پونڈ رشوت دی۔ یہ مراعات ایسی ہیں کہ ان سے برطانیہ کو بہت زیادہ نقصان پہنچا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ مشرق وسطی کے عوام برطانیہ سے بہت نفرت کرتے ہیں۔ اور اب جب کہ امریکہ نے برطانیہ کی حمایت شروع کر دی ہے۔ تو مشرق وسطی کے عوام امریکہ سے بھی ویسی ہی نفرت کرنے لگیں گے۔ جیسی کہ وہ برطانیہ سے کر رہے ہیں۔

مصر

مصر کے بارے میں وزیر خارجہ نے بتایا ــــ جہاں تک مصر کا تعلق ہے۔ برطانیہ سے مصر کا مطالبہ یہ ہے۔ کہ برطانیہ نہر سویز کے علاقے سے اپنی فوج نکال لے۔ اور وادی نیل کو متحد ہو جانے دے۔ میں اس جگہ ان الفاظ کا اعادہ کرنا چاہتا ہوں۔ جو میں وزیر خارجہ برطانیہ کی ملاقات میں کہہ چکا ہوں۔ اور جو لندن کے اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں۔

"میں ۱۹۳۶ء کے معاہدہ کی الجھنوں میں جانا نہیں چاہتا۔ جس کی رو سے برطانوی فوج کو نہر سویز کے علاقے پر قبضہ کرنے کا حق عطا کیا گیا۔ آپ (وزیر خارجہ برطانیہ) بہت بڑے سیاستدان ہیں۔ آپ بہتر جانتے ہیں۔ کہ آپ نے اس معاہدے پر مصر کے دستخط ثبت کرانے میں کیا کیا کچھ کیا تھا۔ میں صرف آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ کہ برطانیہ کو اس معاہدے سے کیا فائدہ حاصل ہوا۔ ہمیں تو یہ معلوم ہے۔ کہ برطانیہ نے مصر کے عوام اور مصر کی حکومت کی دشمنی مول لی ہے۔

معاہدہ اب نہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد منسوخ ہو جائیگا اور ہو سکتا ہے۔ کہ دو تین سال لگ جائیں۔ لیکن یہ دشمنی بدستور قائم رہے گی۔ معاہدے کا مقصد یہ ہے کہ برطانیہ نہر سویز کے اہم جنگی ناکوں کی حفاظت کے لئے وہاں فوج کی ایک تعداد رکھ سکے۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ جب مصر سے برطانیہ کا جھگڑا شروع ہوا۔ تو برطانیہ کو معاہدے میں مذکورہ تعداد کی نسبت بہت زیادہ فوج بھیجنی پڑی۔ آخر اس کا کیا فائدہ؟"

چوہدری صاحب نے کہا کہ پاکستان ہمیشہ اس امر پر زور دیتا رہا ہے۔ کہ مصر اور برطانیہ میں ایسی مفاہمت ہو جائے۔ جو مصر کے لئے قابل قبول ہو۔ اور جس سے مصر کا قومی مفاد قائم رہ سکے۔ اگر ایسی پوزیشن اختیار نہ کی گئی۔ تو ہر معاہدہ بے کار ثابت ہوگا۔

سوڈان

وزیر خارجہ نے سوڈان کے بارے میں کہا جس حد تک سوڈان کا تعلق ہے۔ پاکستان کی پالیسی ہمیشہ سے یہ رہی ہے۔ کہ ان کے اس جھگڑے کو انہی پر چھوڑ دیا جائے۔ تاکہ وہ کسی بیرونی مداخلت یا دباؤ سے متاثر ہوئے بغیر باہمی رضامندی سے کوئی فیصلہ کر لیں۔ میں اس جگہ نامہ نگار "اکانومسٹ" یا کسی اور معترض سے استفسار کرنا چاہتا ہوں۔ کہ آیا پاکستان کی یہ پالیسی بے لاگ نہیں؟ کیا اس پالیسی میں جذبات کے تاثر کا کوئی دخل ہے؟ پاکستان کی یہی وہ پالیسی ہے جو اس نے پہلے ہی دن اختیار کی تھی۔ اور جس پر آج تک پاکستان عمل کر رہا ہے۔

میں معاہدے کے بارے میں پہلے بھی کئی دفعہ کہہ چکا ہوں۔ کہ جو فریق معاہدے کے دوام کے حق میں ہوتا ہے۔ وہ اس امر پر زور دیتا ہے۔ کہ اس کے الفاظ کا تقدس قائم رہے۔ اور دوسرا فریق جو معاہدے کی تنسیخ کے حق میں ہوتا ہے وہ حالات کو واقف پیش کرتا ہے۔ یہی مثال مصر اور برطانیہ کی ہے۔ مصر معاہدے کو منسوخ کرنے کیلئے حالات و کوائف کی روشنی سے کام لے رہا ہے۔ اور برطانیہ تلا بیٹھا ہے۔ کہ معاہدے کے الفاظ کا تقدس قائم رہے۔ اور دوسری طرف تیونس مطالبہ کر رہا ہے کہ فرانس کے ۱۸۸۱ء کے معاہدہ کی شرطیں پوری کرنی چاہئیں۔ معاہدوں کا دوسرا پہلو یہ ہے۔ کہ جب کوئی طاقتور حکومت معاہدے کو منسوخ کر دیتی ہے بڑی حکومتیں اس سلسلے میں اس کی حمایت کرنا شروع کر دیتی ہیں اور کمزور حکومت کچھ بھی نہیں کر سکتی۔

ممالک اسلامیہ کی قیادت

چوہدری صاحب نے کہا۔ کہ پاکستان کسی دوسرے ملک کی قیادت کا کبھی متمنی نہیں رہا۔ "اکانومسٹ" کے نامہ نگار کے الفاظ میں یہ اشارہ موجود ہے۔ کہ ہم نے دوسرے اسلامی ملکوں کی قیادت حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن ہم اس میں ناکام رہے ہیں۔ اور اب ہم نے عذر خواہانہ انداز میں یہ کوشش ترک کر دی ہے۔ میں اس سلسلے میں نامہ نگار کو چیلنج کرتا ہوں۔ کہ وہ میری یا وزیر اعظم پاکستان کے کسی بیان یا تقریر کا اقتباس پیش کرے۔ جس میں کوئی ایسا لفظ موجود ہو۔ کہ ہم ممالک اسلامیہ کی قیادت کے دعویدار ہیں۔ یا ہمارے دل میں اس کی کوئی تمنا ہے۔

پاکستان کا موقف

ہم یہ کہہ چکے ہیں۔ کہ ہم نے اپنے آپ کو انسانیت ممالک اسلامیہ اور اسلام کی خدمت کیلئے وقف کر رکھا ہے۔ ہم آج بھی یہی کہہ رہے ہیں۔ کہ جب بھی ہمیں موقع ملا ہم انسانیت، ممالک اسلامیہ اور اسلام کی خدمت کریں گے۔ میں نے یا پاکستان کے کسی ذمہ دار عہدیدار نے کبھی یہ نہیں کہا۔ کہ ہم عرب لیگ کا مقام اپنے لئے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ یا ہم عرب لیگ کے مخالف ہیں۔ ہم ہمیشہ سے یہ کہتے رہے ہیں۔ کہ عرب لیگ ممالک عربیہ کی اچھی رہنمائی کر رہی ہے۔

چوہدری صاحب نے فرمایا "اکانومسٹ" کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ پاکستان صرف اپنے معاملات پر اکتفا نہیں کرے گا۔"

چوہدری صاحب نے کہا۔ یہ چیلنج ہے۔ کہ ہر حکومت کو ایک طرف اپنے داخلی امور اور دوسری طرف اپنی خارجہ پالیسی پر توجہ مبذول کرنی پڑتی ہے۔ سو ہم بھی اسی اصول پر قائم ہیں۔ لیکن جب آپ داخلی اور خارجی پالیسی کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ تو یقیناً آپ کے ذہن میں یہ چیز بھی آ جاتی ہے۔ کہ کسی حکومت کو امور خارجہ میں بھی دخل ہونا چاہیئے اگر نامہ نگار کا مقصد یہ ہے۔ کہ فلسطین یا ایران یا مصر سے متعلق ہمارا موقف ہمارا اپنا معاملہ نہ تھا تو یہ نامہ نگار کی غلط فہمی ہے۔ کیونکہ اگر واقعی اس کا یہ مطلب ہے۔ تو وہ کسی آزاد اور خود مختار حکومت کے فرائض کو سمجھنے سے عاری ہے۔ اگر اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اس سلسلے میں ہماری داخلی پالیسی کی راہ میں مشکلات اور رکاوٹیں پیدا ہو گئی ہیں تو وہ ہمیشہ موجود رہتی ہیں۔ اس وقت کوئی ملک الگ تھلگ رہنے کی پالیسی اختیار نہیں کر سکتا۔ ہر ملک ایسے معاملات کے تصفیہ میں وہی پارٹ ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے جو اس کے نزدیک درست ہوں خواہ دوسرے ممالک اسے غلط ہی قرار کیوں نہ دیں اور اس زمرے میں داخلی اور خارجی معاملات دونوں شامل ہو جاتے ہیں فرق صرف درجے ہی کا رہ جاتا ہے۔ اگر نامہ نگار کا مطلب یہ ہے کہ فلسطین، مصر یا مراکش کے معاملے میں دخل دینا پاکستان کا کام نہ تھا۔ تو اس صورت میں میں نامہ نگار سے یہ پوچھوں گا۔ کہ آخر وہ کون سے ملک ہیں۔ جنہوں نے ان ملکوں کے معاملات میں مداخلت کرنے کا اجارہ حاصل کر رکھا ہے؟

پاکستان کی اقتصادی مشکلات

نامہ نگار نے حسرت بھرے لہجے میں پاکستان کی اقتصادی مشکلات کا ذکر کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ اگرچہ گذشتہ دو تین مہینوں سے دنیا کو اس خام مال کی بڑی ضرورت ہے۔ جو پاکستان آسانی سے فراہم کر سکتا ہے۔ پھر بھی پاکستان کی اقتصادی مشکلات بڑھ رہی ہیں۔ یہ درست ہے۔ کہ پاکستان جو خام مال فراہم کر سکتا ہے۔ کچھ عرصہ سے اس کی مانگ بڑھ رہی ہے۔ لیکن اگر نامہ نگار ہمیں یہ تعلیم دینا چاہتا ہے کہ ہمیں ایسے خام مال کی برآمد پر ڈیوٹی عائد نہیں کرنی چاہیئے۔ یا ڈیوٹی کم کر دینی چاہیئے۔ تو وہ احمقوں کی جنت میں بس رہا ہے۔ میں نامہ نگار سے سوال کرنا چاہتا ہوں۔ کہ کیا اقتصادی مشکلات میں صرف پاکستان ہی مبتلا ہے۔ یا انگلستان بھی مبتلا ہے۔ اگر آخر الذکر کے سامنے بھی اقتصادی مشکلات موجود ہیں تو وہ انگلستان کو اس سلسلے میں کیا مشورہ دے گا۔

برطانیہ کی مخالفت

نامہ نگار کا یہ بیان غلط ہے۔ کہ پاکستان کا رویہ برطانیہ سے غیر دوستانہ اور معاندانہ ہے۔ کئی ایک معاملات میں ہم نے برطانیہ کی مخالفت کی ہے اور دو ملکوں میں اس قسم کے اختلافات ہوا ہی کرتے ہیں۔ کیا امریکہ اور برطانیہ اور برطانیہ اور فرانس میں اختلافات موجود نہیں۔ یقیناً پاکستان اور برطانیہ کے اختلافات اتنے نہیں ہونگے جتنے برطانیہ اور امریکہ یا برطانیہ اور فرانس میں موجود ہیں۔ ہم نے شروع میں برطانیہ یا مشرق وسطی کے بارے میں جو پالیسی وضع کی تھی۔ ہم اس پر عمل کر رہے ہیں اور ہماری اس پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ممالک اسلامیہ کے وزرائے اعظم کی کانفرنس پر چوہدری صاحب نے ایک سوال کے جواب میں کہا۔ کہ ممالک اسلامیہ کے وزرائے اعظم کی کانفرنس کے بارے میں جن ممالک کو اطلاع دی گئی تھی۔ ان میں سے اکثر ملکوں کے وزرائے اعظم نے اس کی حمایت کی تھی۔ ان کو ابھی رسمی طور پر کسی دعوت نامہ نہیں بھیجا گیا۔ یہ کانفرنس جلد منعقد ہوگی۔

صلاح مشورے کا نظام

چوہدری صاحب نے ایک اور سوال کے جواب میں کہا

حضرت ام المومنین رضؓ کی یادیں۔ (بقیہ صفحہ ۱)

بیگم صاحبہ حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضؓ۔ جابہ بھابی زینب صاحبہ۔ محترمہ استانی میمونہ صوفیہ صاحبہ۔ عائشہ صاحبہ یعنی والدہ نذیر احمد صاحب اور خاکسار ناچیز۔ غسل وغیرہ کے لئے پانی گرم کرنے کا شرف اہلیہ صاحبہ مولوی رحمت علی صاحب سابق مبلغ سماٹرا کو حاصل ہوا۔

مجھے شروع بیماری سے لیکر آخری دم تک حضرت اماں جان رضؓ کی خدمت کرنے کا فخر اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہے۔ اس شدید بیماری کے ایام میں حضرت اماں جان رضؓ نے نہایت صبر و تحمل سے گزارے ہیں۔ اور کبھی بھی آپ نے آہ نہیں کی۔ آپ ہمیشہ دعائیہ کلمات سبحان اللہ دہراتی رہتی تھیں۔ مجھے ہمیشہ اس بات کی تڑپ ہوتی۔ کہ آپ اپنی زبان مبارک سے کچھ الفاظ کہیں۔ میں اکثر آپ کے چہرے کو غور سے تکتی رہتی۔ کہ شاید ابھی اماں جان رضؓ کوئی لفظ بولیں۔ مگر آپ میں جو صبر و استقلال اور ہمت تھی۔ آپ اس کا دامن چھوڑنا نہیں چاہتی تھیں۔ جب کبھی سیدنا حضرت اقدس یا حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے یا کوئی اور فرد خاندان آپ کی طبیعت دریافت کرتا تو آپ نہایت صبر اور تسلی سے فرماتیں۔ "میری طبیعت بہت اچھی ہے۔"

حضرت اماں جان رضؓ لین دین کے معاملہ میں بہت صاف تھیں۔ کہ آج کی رقم کی ادائیگی کبھی کل پر نہیں چھوڑا کرتی تھیں۔[۵] چنانچہ بیماری کے آخری ایام میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے کسی لڑکے سے بات کی کسی کے لین دین کی تو حضرت اماں جانؓ نے جو سخت حالت ضعف میں تھیں۔ گھبرا کر آنکھیں کھول کر فرمایا۔ "میاں میں نے تو کسی کے پیسے نہیں دینے۔" آپ نے یہ الفاظ نہایت زوردار آواز میں فرمائے۔ تو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسلی کی۔ اور غور فرمایا کہ "نہیں اماں جان رضؓ میں تو کسی اور کی بات کر رہا ہوں۔"

حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال اور قادیان سے ہجرت کے بعد ان دنوں تک جس زبردست صبر و استقلال سے زندگی کے دن گزارے ہیں۔ وہ عدیم المثال ہیں۔ آپ نے اپنی زبان مبارک سے کوئی بیقراری کا لفظ کبھی بھی نہیں نکالا۔ آپ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے فعل پر راضی رہتیں۔ اللہ تعالیٰ سے ہماری یہ دعا ہے۔ وہ ذات باری تعالیٰ ہمیں حضرت ام المومنین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اپنی خاص رحمتیں اور برکتیں آپ پر اور آپ کی اولاد پر بڑھتی ہوئی تعداد میں نازل ہوں۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے یہاں حضرت اماں جانؓ کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اسی طرح وہ حلیم و بردبار مولا کریم میری غلطیوں کو معاف فرمائے۔ اور مجھے اگلے جہان میں اپنا قرب اور حضرت اماں جان رضؓ کی نزدیکی عطا فرمائے۔ آمین۔ حضرت اماں جانؓ کی بدولت جو وابستگی آپ کے خاندان سے پیدا ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قائم رکھے۔ (آمین) اور میری اولاد کے دل میں آپؓ کے خاندان کی عزت ڈالے اللہ تعالیٰ کے ہزارہا درود اس بزرگ و پاک ہستی پر ہوں۔ آمین۔ اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم انک حمید مجید۔

[۱] حضرت اماں جان رضؓ نے ایک دن حضرت چھوٹے ماموں جان (میر محمد اسحاق رضؓ) کی وفات سے دو تین ہی دن پہلے ان سے فرمایا۔ کہ "میاں میری وصیت ہے۔ کہ صالحہ (بیگم صاحبہ حضرت میر محمد اسحاق رضؓ) مجھے غسل دیں۔" ماموں جان رضؓ نے ہنس کر فرمایا۔ کہ یہ تو آپ سے پہلے جانے کو تیار ہیں۔ (بھابی جان ان دنوں بیمار تھیں) اس کے غالباً تیسرے ہی دن خود ماموں جان رضؓ اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔ چونکہ میں اس وقت موجود تھی۔ مجھے وہ بات یاد تھی۔ حضرت اماں جان رضؓ کے وصال کے بعد میں نے ممانی جان سے کہا۔ کہ اب اس وصیت کو آپ کو پورا کرنا ہے۔ اس پر وہ باوجود بیمار کمزور اور خون غم سے چور ہونے کے اس آخری خدمت کے لئے تیار ہو گئیں اور یہ سب جن کے نام آ سکے ہیں۔ شریک تھیں۔ (مبارکہ)

[۲] عائشہ زوجہ اسماعیل والدہ نذیر احمد سیالکوٹی کی ہیں ان کو بچپن سے حضرت اماں جان کی خدمت کا شرف حاصل ہے۔ اور حضرت اماں جان رضؓ فرمایا کرتی تھیں۔ کہ یہ میری بیٹی ہے۔ انہوں نے آخری سالوں میں کمزوری کے زمانہ میں مستقل[۳]

[۳] طور پر غسل دلوانے کپڑے بدلوانے کی خدمت گھر رہنے کی صورت میں اپنے ذمہ لے رکھی تھی۔ اور اب کچھ عرصہ سے بالکل ہر وقت حاضر رہنے لگی تھیں۔ بہت کمزوری کے آخری مہینوں میں بہت خدمت کی۔ خدا تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ (مبارکہ)

[۵] حضرت اماں جان رضؓ حسابات کے ادا کرنے میں واقعی بہت سی جلدی فرماتی۔ ملکہ جہیز لاکر ×

امرت سر سے جہیز لا کر دینے والی خواتین اکثر اسکی گواہ ہوں گی۔ (مبارکہ)

درخواست دعا!

میرے نانا جان قبلہ چوہدری نیاز محمد صاحب ریٹائرڈ انسپکٹر پولیس جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ میں سے ہیں۔ اشد یہ امراض سوجہ۔ فالج۔ دل کی دھڑکن اور درد کمر وغیرہ کی وجہ سے بیمار ہیں۔ اور صاحب فراش ہیں اور اب چارپائی سے اٹھ بھی نہیں سکتے۔ صحابہ کرام سدرہ دیشی قادیان۔ خاندان اقدس اور جمیع بزرگان ملت سے درد دل سے دعاؤں کی عاجزانہ درخواست ہے۔ دعا گو ارسلان قریشی نفیع الدین جمیل

شورش پسندوں نے چوہدری محمد ظفر اللہ خاں کو متہم گردان کر احسان فراموشی کا انتہائی شرمناک مظاہرہ کیا ہے

موصوف ان نادر روزگار مدبرین میں سے ایک ہیں جن کی سیاسی پیش بینیوں میں روحانی بصیرت کا عنصر نمایاں طور پر غالب نظر آتا ہے

آپ کی خدمات کے نتیجے میں پاکستان کی عظمت و وقار کو جو چار چاند لگے ہیں اس کی مثال مشکل ہی سے ملیگی

روزنامہ "سول اینڈ ملٹری گزٹ" کراچی کی طرف سے فتنہ پرداز عناصر کی پُرزور مذمت

روزنامہ "سول اینڈ ملٹری گزٹ" کراچی کی ۱۹ رمئی ۱۹۵۲ء کی اشاعت میں "سیہ کاری" کے عنوان کے تحت ایک مقالہ افتتاحیہ شائع ہوا تھا جس کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

(۱۷ رمئی کو) ہفتہ کے روز ایک بے لگام ہجوم نے جہانگیر پارک میں احمدیوں کے جلسہ پر زبردست ہلہ بولا۔ اور منہ میں کف لالا کر چوہدری محمد ظفر اللہ خان کے خلاف نعرے لگائے۔ ان کے اس طرزِ عمل نے ایک بار پھر ثابت کر دیا ہے کہ مذہبی تعصب کا مکروہ جذبہ جو ذہنی اور روحانی آزادی کے حق میں زہر قاتل کا درجہ رکھتا ہے۔ ظلم روا رکھنے میں کیا کچھ گل نہیں کھلا سکتا۔ ظاہر ہے کہ ہجوم نے تشدد اور غنڈہ گردی کا مظاہرہ اس لئے کیا کہ وہ بعض مخصوص روحانی و اخلاقی نظریات کے پبلک اظہار اور خارجہ پالیسی کے مزعومہ نقائص کے خلاف احتجاج کرنا چاہتے تھے۔ حالانکہ جہاں تک خارجہ پالیسی کا تعلق ہے ہمیں صفِ اول کی ان چند نامور ہستیوں میں سے ایک ہستی کی راہنمائی اور نگرانی حاصل ہے۔ جن کو بجا طور پر ایشیا بھر میں علم و دانش اور فہم و فراست کا مظہر قرار دیا جا سکتا ہے۔

اس سر پھرے ہجوم نے یہ نعرے بلند کئے کہ "قادیانی برطانیہ کے ایجنٹ ہیں" "ظفر اللہ کو وزارت خارجہ سے الگ کر دو" اور ساتھ ہی پر امن جلسہ پر پتھراؤ بھی کیا۔ ان کی یہ نعرہ بازی اور شورہ پشتی ان کے اس خوفناک رجحان کو بے نقاب کر رہی تھی کہ وہ لوگوں کو اتنی بھی آزادی دینے کے روادار نہیں ہیں کہ وہ مظاہرین کے مخصوص عقائد و نظریات کے سوا کوئی اور عقیدہ یا نظریہ اختیار کر سکیں ہمیں احمدیت یا کسی دوسرے فرقے کے مذہبی معتقدات کے متعلق بحث کی ضرورت نہیں۔ البتہ عمومی طور پر ہر ایک کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جلسوں وغیرہ کے ذریعہ اپنے مخصوص مذہبی عقائد و نظریات کی تبلیغ کر سکے۔

معلوم ہوتا ہے کہ ملائیت ہر قسم کی انفرادی اور اجتماعی آزادی کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے پر کمربستہ ہو چکی ہے۔ اور اس مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے اس نے ضروری خیال کیا ہے کہ پوری طرح مسلح ہو کر علی الاعلان میدان میں نکل آئے ہمارے ملک میں ملاازم کا فریب ان لوگوں پر بآسانی چل جاتا ہے۔ جو احیائے دین کے تو دل سے حامی ہیں۔ لیکن ان کے ذہنوں میں اس کی ماہیت اور اہمیت کا صرف ایک مبہم سا تصور ہے، جہاں تک اس کے مالہ و ماعلیہ کا تعلق ہے مذہبی تعصب نے ان کی آنکھوں پر پٹی باندھی ہوئی ہے۔ اور وہ اسکے صحیح احساس سے بالکل عاری ہیں۔

ایک جمہوری حکومت شخصی آزادی کی اس حد تک اجازت نہیں دے سکتی۔ کہ لوگ فساد برپا کر کے فرقہ وارانہ امن کو خاک میں ملا کر رکھ دیں۔ حکومت کے قیام کی غرض و غایت ہی یہ ہے۔ کہ وہ امن و امان برقرار رکھے بالخصوص وہ اس ذمہ داری کو تو کبھی فراموش کر ہی نہیں سکتی کہ وہ مذہبی اور سیاسی اعتبار سے ہر طبقہ خیال کے لوگوں میں یہ اعتماد پیدا کرے۔ کہ وہ اپنے خیالات کا پوری آزادی اور بے باکی سے اظہار کر سکتے ہیں۔ اور ایسا کرنے میں انہیں تشدد آمیز دھمکیوں اور مظاہروں کے خلاف قانون کی پوری پوری حمایت حاصل ہوگی۔ جمہوری خیالات کی صحت مند نشوونما کے لئے ضروری ہے۔ کہ قانوناً شخصی آزادی کی حدود متعین کر دی جائیں۔ اور باقاعدہ ان کی وضاحت کر کے ہر قسم کا ابہام دور کر دیا جائے۔ شخصی آزادی کا یہ مطلب ہرگز نہیں لیا جا سکتا کہ انسان اپنے نظریات اور رجحانات کو دوسروں پر بالجبر ٹھونسنے کی کوشش کرے۔ کسی کو بدگوئی اور تذلیل و تحقیر کی اجازت دینا جمہوری آزادی کے یکسر منافی ہے۔ اس سے جہاں دوسروں کی آزادی میں رخنہ پڑتا ہے۔ وہاں جماعتی تحفظ اور مفاد عامہ کو بھی سخت نقصان پہونچتا ہے۔

مظاہرین نے ایک ایسی ہستی کو ہدفِ ملامت بنایا۔ جو ان اسلامی نظریات پر صدق دل سے ایمان رکھتے ہیں کسی دوسرے سے پیچھے نہیں ہے۔ جن کا یہ مظاہرین خود اپنے آپ کو علمبردار سمجھتے ہیں۔ اور پھر اسے شاندار قومی و ملی خدمات کی وجہ سے بیرونی دنیا میں بھی عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ان لوگوں نے ایسی قابل قدر شخصیت کے خلاف بدگوئی سے کام لے کر احسان فراموشی کا انتہائی شرمناک مظاہرہ کیا۔ چوہدری محمد ظفر اللہ خان نے جو اس وقت اقوام عالم میں دنیائے اسلام کے عظیم ترین سیاستدان تسلیم کئے جاتے ہیں پاکستان کی خدمت بجا لانے میں حیرت انگیز کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اقوام متحدہ کے سامنے ملک کا معاملہ پیش کرنے کا سوال ہو یا مسلمان قوموں کے نظریات و مقاصد کو فروغ دینے کا مسئلہ امن عالم کے قیام کا تذکرہ ہو یا دنیا کی پسماندہ قوموں کے حقِ خود اختیاری کی تائید کا ذکر بہر حال جس اعتبار سے بھی دیکھا جائے۔ انہوں نے پاکستان کے عظمت و وقار میں وہ گراں قدر اضافہ کیا ہے۔ کہ جس کی مثال ملنی محال ہے۔

چوہدری محمد ظفر اللہ خان ان نادرِ روزگار مدبرین میں سے ایک ہیں۔ جن کی سیاسی پیش بینیوں میں روحانی بصیرت کا عنصر نمایاں طور پر غالب نظر آتا ہے ایمان و یقین اور باطنی پاکیزگی کے باہمی امتزاج نے ان کے ضمیر اور قول و فعل میں کامل مطابقت پیدا کر دی ہے۔ وہ موجودہ وقت کے الجھے ہوئے سیاسی مسائل کو مذہبی عرفان کی مدد سے حل کرتے ہیں۔ لیکن ان کی باطنی معرفت اور روحانی بصیرت نام نہاد صوفیا کی کرامات اور فاسد قسم کے مذہبی جنون سے یکسر پاک ہے۔ تاریخ کے گہرے مطالعہ اور وو ربینی کی خداداد صلاحیت نے ان کے نقطۂ نظر میں ایسا توازن پیدا کر دیا ہے۔ جو بلاشبہ کمال کی حد تک پہونچا ہوا ہے۔

ایک ایسا شخص جس کی باطنی تربیت کا معیار بے حد بلند ہو جس میں عجز و انکسار کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہو جس کی حب الوطنی اور جس کا جذبۂ وفاداری حد درجہ پختہ اور مستحکم ہو، اور جو کمال خاموشی سے تعمیر ملت میں ہمہ تن مصروف ہو۔ ایسے شخص کے لئے دل میں محبت و اخلاص اور احسانمندی کے گہرے جذبات کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس پر "برطانیہ کے پٹھو" ہونے کا الزام لگانا حق و صداقت کا خون نہیں تو اور کیا ہے۔ (اس کے سوا کیا کہا جائے کہ) ایسا الزام تراشی کا کوئی فاسد اور بدنہاد دماغ ہی مرتکب ہو سکتا ہے۔ اگر ایسا واجب التعظیم شخص بھی حاسدوں کے جھوٹے پروپیگنڈے کی زد سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ تو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ یہ پر ماحول صورت حال اس دور میں انسانی سیہ کاری کی انتہائی پست حالت پر دلالت کرتی ہے۔

فیڈرل کورٹ نے بیگم جوناگڑھ کی درخواست

— نامنظور کردی —

لاہور ۴ رجون پاکستان فیڈرل کورٹ کے فل بنچ نے آج متفقہ طور پر نواب جوناگڑھ کی بڑی بیگم کی اپیل مسترد کردی۔ یہ اپیل سندھ چیف کورٹ کے اس فیصلے کے خلاف دی گئی تھی۔ جس کے رو سے سندھ چیف کورٹ نے حبس بے جا کی درخواست نامنظور کر دی تھی۔